شکوک شبہات کا ازالہ ہوتا ہے جو عصرِ حاضر میں سود کی حرمت کے باب میں احکامِ شریعت کی نسبت سے لوگوں کے ذہنوں میں پیدا کیے جاتے ہیں اور سود کی اقسام میں فرق کر کے بعض کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے قرآنی علوم میں مولانا عبد السلام ندویؒ کی مہارت، قرآنیات سے ان کے خصوصی شغف، مفردات القرآن، قصص القرآن اور ادبیات قرآن پر گہری نظر اور قدیم تفسیری لٹریچر کے وسیع مطالعہ کے واضح ثبوت ملتے ہیں۔ مرتبِ محترم کے حواشی نے کتاب کے مشتملات کی قدر و قیمت میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ خصائص قرآن، اعجاز قرآن اور علوم قرآنیات کے مختلف اہم گوشوں پر مطالعہ کے لیے یہ کتاب مفید ثابت ہوگی۔ (ابو طالب اصلاحی/ اسکالر ادارہ علوم القرآن)

نام کتاب	:	قرآن مجید کی چند عربی تفسیریں۔ مطالعہ و تعارف
مصنف	:	صفدر سلطان اصلاحی
ناشر	:	مصنف، دار القنوت، اسٹریٹ نمبر۔۲، فورٹ انکلیو، نگلہ پٹواری، علی گڑھ۔۲۰۲۰۰۱
سن اشاعت	:	۲۰۱۵ء
صفحات	:	۱۰۷
قیمت	:	۳۰۰ روپیے

بلاشبہ انسانوں کی ہدایت کا بنیادی سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ اس لیے قرآن مجید کے زمانۂ نزول سے لے کر آج تک اہلِ اسلام نے اس پر تدبر و تفکر اور اس کے علوم و معارف کی اشاعت کو اپنے لیے سرمایۂ حیات سمجھا۔ نبی کریم ﷺ کی تبیین و تشریح کو صحابۂ کرامؓ نے اخذ کیا اور ان سے تابعینِ عظام نے فہمِ قرآن حاصل کیا اور اس طرح تاریخ کے ہر دور میں بڑے بڑے مفسر پیدا ہوئے، انہی میں سفیان ثوری (۹۷۔۱۶۰ھ)، امام

ابوالحسن علی بن الواحدی نیشاپوری (۳۹۸-۴۶۸ھ)، شیخ محمد عبدہ (۱۸۴۹-۱۹۰۵ء) اور سید قطب شہید (۱۹۰۶-۱۹۶۶ء) بھی ہیں۔ یہ اسلامی ادوار کی تاریخ کے تین بڑے ادوار (عہدِ تابعین، خلافتِ عباسیہ کا دورِ آخر اور بیسویں صدی) کے ممتاز مفسرین ہیں۔ زیر تعارف کتاب انہی چار مفسرین کی تفسیری خدمات کے مطالعہ پر مشتمل ہے۔ پروفیسر صفدر سلطان اصلاحی کے یہ مطالعات پہلے مقالہ کی صورت میں ششماہی علوم القرآن (علی گڑھ) میں شائع ہوئے تھے۔ کتابی صورت میں مرتب کرتے وقت ان پر نظر ثانی کی گئی ہے۔

زیر تعارف کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ اولین باب جلیل القدر تابعی حضرت سفیان ثوریؒ کی تفسیری خدمات پر ہے۔ بقول مصنفِ محترم فقہ، حدیث اور دیگر علوم کے میدان میں ان کی وقیع خدمات سے سبھی واقف ہیں۔ حقیقت یہ کہ ان کی تفسیری خدمات بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ تفسیر کی کتابوں میں ان سے مروی احادیث کثیر تعداد میں ملتی ہیں، لیکن یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ان کی تفسیری روایات کو ان کے ایک شاگرد (ابوحذیفہ موسیٰ ابن مسعود البصری) نے یکجا کر کے مرتب کر دیا تھا جس کو ایک مستقل تفسیر کی حیثیت حاصل ہے۔ ان تفسیری روایات کی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر ہاشم عبد یاسین المشہد انی نے اسے اپنے ایم۔اے کے مقالہ کے لیے منتخب کیا تھا جس پر انہیں جامعہ ازہر کے کلیۃ اصول الدین نے ڈگری عطا کی۔ بعد میں یہ مقالہ کتابی صورت میں شائع ہوا جو ۵۹۰ صفحات پر مشتمل ہے (ص ۱)۔ یہ باب اصلاً اسی کتاب کے تجزیاتی مطالعہ پر مشتمل ہے۔ اس میں ان کی حیات وعلمی خدمات، علم تفسیر میں ان کے مقام ومرتبہ، منہج تفسیر اور تفسیری مآخذ سے بحث کی گئی ہے۔

کتاب کا دوسرا باب امام واحدی اور ان کی تفسیری خدمات سے تعلق رکھتا ہے۔ باب کی ابتداء میں مصنف گرامی نے یہ واضح کیا کہ امام واحدی پانچویں صدی ہجری کے مشہور مفسر گزرے ہیں، ان کی تفسیری کاوشوں میں علوم نقلیہ وعقلیہ کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ معاصر مفسرین میں ان کا مقام بہت نمایاں ہے اور بعد کے مفسرین پر بھی ان کے براہ راست اثرات مرتب ہوئے۔ ان کی گراں قدر تفسیری خدمات کا بھرپور مطالعہ ڈاکٹر

جودہ ابو زید المہدی النقشبندی کے تحقیقی مقالہ میں ملتا ہے جس پر انہیں جامعہ ازہر سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی (ص۱۰)۔پیشِ نظر باب میں اسی تحقیقی مقالہ کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔اس میں ان کے سوانحی خاکہ کے علاوہ تفسیری مصادر، منہجِ تفسیر اور تفسیر بالمأثور و تفسیر بالرای، تفسیر میں لغات عرب و ادبیات عربی سے استفادہ، احادیث نبوی ﷺ اور تفسیر قرآن اور اسرائیلی روایات کے باب میں ان کے نتائجِ فکر سے مفصل طور پر بحث کی گئی ہے۔

تیسرا باب شیخ محمد عبدہ کی تفسیری خدمات پر ہے۔اس باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ شیخ محمد عبدہ قرآنی آیات کی تشریح و توضیح کے لیے درس دینے میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ان کے درس کا حصہ ان کی تفسیر کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔وہ مختلف وجوہ سے نئی تفسیر لکھنے کی ضرورت کے قائل نہیں تھے۔ان کے عزیز شاگرد رشید رضا مصری نے جب سب سے پہلے ان کے سامنے تفسیر لکھنے کی تجویز رکھی تو انہوں نے یہ کہہ کر اس سے عدمِ اتفاق ظاہر کیا کہ تفاسیر کی تعداد یوں ہی بہت زیادہ ہے اور سب مل کر قرآنی آیات کی تشریح و توضیح کے ضروری پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔مزید یہ کہ مصری کتب خانوں میں کتابوں کی کمی نہیں، بلکہ بیدار مغز، ذوفہم اور کثیر المطالعہ افراد کی کمی ہے (ص۳۲-۳۳)۔بہر حال انہوں نے جو کچھ تفسیری سرمایہ چھوڑا مصنف نے اس کی نوعیت اور قدر و قیمت ان الفاظ میں واضح کی ہے:

> ''تقریر ہو یا تحریر ہر دو ذرائع سے شیخ محمد عبدہ کا جو کچھ تفسیری سرمایہ ہم تک منتقل ہوا وہ مقدار میں کم ہونے کے باوجود قابلِ قدر اور لائقِ مطالعہ ہے۔اس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد عبدہ ذخیرۂ تفسیر میں کسی اضافہ کے بجائے لوگوں کو قرآن مجید کے اصل پیغام اور اس کی حقیقی روح سے روشناس کرنا چاہتے تھے۔۔۔ وہ ایک موضوع کا انتخاب کرتے تھے اور اس سے متعلق قرآنی آیات کو یکجا کر کے ان کی روشنی میں گفتگو کرتے تھے'' (ص۳۳)۔

شیخ محمد عبدہ کی تفسیری خدمات پر بحث زیادہ تر تفسیر المنار کے حوالے سے کی گئی ہے۔ اس کی تالیف کے پس منظر کے بارے میں یہ صراحت ملتی ہے کہ یہ اصلاً ان دروس کی تحریری شکل ہے جو انہوں نے تقریباً چھ برس تک اپنے رفقاء کے سامنے جامعہ ازہر میں دیے تھے۔ محمد رشید رضا مصری کے اصرار پر وہ ان کی تدوین پر آمادہ ہوئے۔ یہ پہلے مجلّہ المنار کے صفحات میں شایع ہوتے رہے۔ اشاعت سے قبل شیخ محمد عبدہ اس پر نظر ثانی بھی کرتے رہے۔ اس باب میں شیخ محمد عبدہ کے جن تفسیری نکات کو خاص طور سے نمایاں کیا گیا ہے وہ ہیں: سورتوں کی موضوعاتی وحدت، قرآن مجید کی روشنی میں عقائد و افکار کی توضیح وتشریح، تفسیر میں احادیث کا رول، تفسیری روایات کی حیثیت، آیات کی تفہیم میں عربی زبان و ادب سے استفادہ، فہمِ قرآن میں عقل وفکر کا استعمال، اخلاقی و معاشرتی مسائل میں قرآن سے رہنمائی، قرآن کریم اور جدید علمی وسائنسی نظریات۔

کتاب کا آخری باب ''تفسیر فی ظلال القرآن۔ ایک تجزیاتی مطالعہ'' ہے۔ اس میں ممتاز اخوانی رہنما اور جدید دور کے نامور مفسر سید قطب شہیدؒ کی تفسیر کے مشتملات نہایت تفصیل سے زیرِ بحث آئے ہیں۔ چھ جلدوں پر مشتمل اس مبسوط تفسیر کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس کا بیشتر حصہ جیل میں تالیف کیا گیا اور اس کا اسلوب دعوتی ہے۔ اس کے امتیازات اور اس کی بے پناہ مقبولیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مصنف محترم رقم طراز ہیں:

> ''یہ تفسیر ان کے قرآن مجید پر تیس سالہ غور وفکر کا نتیجہ ہے۔ عالمِ اسلام میں اس کی بے پناہ مقبولیت کا اندازہ اس حقیقت سے ہوتا ہے کہ اس کا دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور اس کے بے شمار ایڈیشن شائع ہوئے۔ پوری دنیا میں اسلامی نظامِ حیات کے شیدائی اور اس کی اقامت واحیاء کے لیے سرگرم اور سرگرداں مسلم دانشوروں اور علماء کے لیے یہ تفسیر دعوت وتحریک، تربیت وتزکیہ اور اصلاح وتغییر سے متعلق بے شمار گوشوں و زاویوں کی توضیح وتفہیم کا ذریعہ ثابت ہوئی'' (ص ۱۷)۔

مصنف گرامی نے اسے تفسیر فی ظلال القرآن کا انتہائی قیمتی پہلو قرار دیا ہے

کہ یہ ان کے ان احساسات و تاثرات کا آئینہ دار ہے جو مفسر موصوف پر قرآن کے مطالعہ کے دوران طاری ہوئے تھے۔ درحقیقت وہ ان ایمانی تصورات میں دوسروں کو شریک کرنا چاہتے ہیں جو قرآن مجید کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے کی حالت میں ان کے دل ودماغ میں جاگزیں ہوئے تھے۔ وہ اسے ایک بہت بڑی نعمت تصور کرتے تھے کہ انہیں ایک طویل عرصہ تک قرآن کے سایہ میں زندگی گزارنا نصیب ہوا اور اس طرز پر زندگی گزارنے میں انہیں وہ لطف ملا جو زندگی میں کہیں اور نہیں ملا۔ مفسر گرامی کے یہ احساسات و تجربات خود تفسیر کے نام (تفسیر فی ظلال القرآن) سے واضح ہے اور انہوں نے مقدمہ تفسیر میں اس کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ اس کی ترجمانی پروفیسر صفدر صاحب نے ان الفاظ میں پیش کی ہے: ''میں نے فی ظلال القرآن کا نام بلاکسی تردد وتکلف اختیار کیا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا میں پوری زندگی سامنا کرتا رہا اور اس کے مختلف مراحل میں اپنے اندر یہ خواہش پاتا رہا کہ میں قرآن کے زیر سایہ زندگی بسر کروں۔ وہاں مجھے وہ راحت ملتی تھی جو کہیں اور ممکن نہیں تھی'' (ص ۷۴)۔

اس کتاب میں زیر تعارف تفسیر کے جن پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے وہ ہیں: تفسیر کے مآخذ، منفرد اسلوبِ نگارش، نظمِ کلام وربط آیات، آیات قرآنی کی تشریح و توضیح میں جدید علم کلام و نئے افکار سے استفادہ، انبیاء کرامؑ اور ان کے زمانہ کے واقعات و حالات کے بیان میں مفسر کا منہج۔

مختصر یہ کہ مصنفِ موصوف نے چاروں عربی تفاسیر کے امتیازات پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے اور مختلف پہلوؤں سے ان کا جائزہ لیا ہے۔ آخری دو ابواب میں حوالہ جات کا خاص اہتمام کیا ہے، جس سے ان کے مباحث کی قدر و قیمت اور بڑھ گئی ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب تفسیر وعلوم، قرآن کے شائقین کے لیے باعثِ افادیت ثابت ہوگی اور تفاسیر پر کام کرنے والوں کے لیے نئی راہیں کھولے گی۔

(محمد جرجیس کریمی / رفیق ادارہ تحقیق وتصنیفِ اسلامی)